میں نے واپس گھر آ کر ۲۹ نومبر ۱۹۷۵ء کو ایک خط مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی خدمت میں ارسال کیا، جو یہ ہے:

محترمی ومکرمی، سلام مسنون!

چند روز قبل ایک صاحب سے گفتگو ہو رہی تھی۔ انھوں نے کہا کہ آپ نے اپنی صاحبزادی کی شادی کے موقع پر ۸۰ ہزار روپے کا چیک پیش فرمایا تھا۔ میں نے اُن سے کہا کہ آپ کی مالی حالت ایسی نہیں کہ آپ شادی کے دوسرے اخراجات کے علاوہ اتنی بڑی رقم کا چیک بھی پیش فرمائیں، لیکن وہ صاحب اپنی بات پر مصر تھے، بلکہ انھوں نے یہ بھی کہا کہ جو حضرات شادی میں شریک تھے اُن سب کو اس بات کا پتا ہے کیونکہ چیک علی الاعلان پیش کیا گیا تھا۔ براہِ کرم آپ مجھے واپسی ڈاک مطلع فرمائیں کہ اصل صورت حال کیا ہے؟ اگر ایسا نہیں ہوا اور ظاہر ہے کہ نہیں ہوا ہوگا (حالانکہ اس کا ہونا کوئی غیر شرعی بات نہیں) تو میں اُن صاحب کو بتا سکوں تاکہ ایک غلط بات وہ آگے دوسروں کو نہ کہہ سکیں۔

اس سلسلے میں ملک غلام علی صاحب یا کسی اور کے ذریعے نہیں، بلکہ آپ خود ہی دو سطریں تحریر فرما کر وضاحت فرمائیں تو از حد ممنون ہوں گا۔ والسلام!

اچھرہ، لاہور

۴ دسمبر ۱۹۷۵ء

محترمی ومکرمی، السلام علیکم ورحمتہ اللہ

عنایت نامہ مورخہ ۲۹ نومبر ملا۔ معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگ مجھ پر اتنے مہربان ہیں کہ میرے اوپر بہتان لگا لگا کر اپنے سارے نماز، روزے اور نیک اعمال آخرت میں میری طرف منتقل کرا دینا چاہتے ہیں۔

جن صاحب کا یہ قول ہے اُن سے پوچھیے کہ میری تین لڑکیوں کی شادیاں چند سال کے وقفوں سے ہوئی ہیں، اُن میں سے کس کو ۸۰ ہزار روپے کا چیک میں نے دیا تھا؟ ہر ایک شادی کے موقع پر جو لوگ مدعو تھے اُن کی فہرست میں آپ کو بھیج دوں گا۔

آپ خود سب کو خطوط لکھ کر پوچھ لیجیے کہ یہ بات صحیح ہے یا غلط۔ خطوط پر جو کچھ صَرف ہوگا وہ میں ادا کروں گا۔

خاکسار

ابوالاعلیٰ

مولانا مودودیؒ صاحب کا جواب آ جانے کے بعد بات ختم ہو جانی چاہیے تھی، مگر میں نے سوچا کہ کیوں نہ جھوٹے کو اُس کے گھر تک پہنچایا جائے۔ چنانچہ میں نے اپنے اُن محترم مہربان دوست کو خط لکھ کر حسب ذیل اُمور کی وضاحت چاہی:

۱- اُن صاحب کا نام کیا ہے جنھوں نے آپ سے یہ بات کہی؟

۲- اگر آپ راوی کا نام نہیں بتانا چاہتے تو اتنا تو بتا دیں کہ کیا آپ کے نزدیک راوی ثقہ ہے اور خود شادی میں شریک تھا؟

۳- مولانا مودودیؒ کی کون سی بیٹی کی شادی میں یہ چیک دیا گیا کیونکہ اُن کی تین بیٹیوں کی شادی ہو چکی ہے۔ اگر اُن صاحب کو یہ یاد نہ ہو تو کم از کم اتنا تو معلوم کر کے بتا دیں کہ یہ شادی کس سنہ/ ماہ میں ہوئی تھی۔

۱۳ دسمبر ۱۹۷۵ء کو ہمارے مہربان دوست کا جواب آیا جس میں انھوں نے تحریر فرمایا: ''یہ روایت پروفیسر محمد یوسف سلیم چشتی کی ہے اور یہ اُن کے الفاظ تھے: ''مجھے ایک ایسے شخص نے بتایا ہے جو خود مجلس نکاح میں شریک تھا''۔ مولانا کی ایک صاحبزادی کا نکاح ابھی غالباً ایک ماہ ہونے کو آیا ڈاکٹر ریاض قدیر صاحب کے لڑکے سے ہوا ہے اور یہ معاملہ اُسی سے متعلق ہے۔ چشتی صاحب اب کراچی جا چکے ہیں لہٰذا تحقیق مزید فی الوقت میرے لیے ممکن نہیں ہے۔ ہفتے عشرے بعد کراچی آنا ہوگا تو اُن سے دریافت حال کر لیں گے--- یا اس سے قبل اگر آپ چاہیں تو اُن کی ہمشیرہ کے پتے پر چشتی صاحب سے مل لیں''۔

میں چشتی صاحب سے خود کیوں ملتا۔ محترم و مہربان دوست کا انتظار کیا۔ جب وہ کراچی تشریف لائے تو خاموشی سے اُن کے آگے مولانا مودودی صاحب کا جواب رکھ دیا۔ جس کو پڑھ

کر اُن کے تو جیسے ہوش اُڑ گئے، پھر کہنے لگے: ''چلو ابھی پروفیسر یوسف سلیم چشتی صاحب سے جا کر ملتے ہیں''۔ اُن کی ہمشیرہ کے گھر پہنچے تو پتا چلا کہ موصوف چند ہی روز قبل لاہور واپس جا چکے ہیں۔ پھر ہمارے محترم دوست بھی واپس لاہور چلے گئے۔ وہاں سے اس موضوع پر پھر کچھ نہ لکھا کہ چشتی صاحب سے کیا بات ہوئی۔

پروفیسر یوسف سلیم چشتی صاحب، جواب مرحوم ہو چکے ہیں نہ جانے کتنی ہی روایتیں اُن کی طرف منقول ہیں۔ ''مستند'' راوی مانے جاتے ہیں اور بہت سی تحریر شدہ ہیں۔ اب کوئی بتائے کہ ان کی روایتوں پر کس حد تک اعتماد کیا جا سکتا ہے۔

○ میں اپنے پرانے کاغذات دیکھ رہا تھا کہ ایک خط کی فوٹو اسٹیٹ نقل پر نظر پڑی جو مولانا مودودیؒ نے ۶ ستمبر ۱۹۷۷ء کو مولانا سید وصی مظہر ندوی کو تحریر فرمایا تھا۔ اس خط کی نقل مولانا ندوی صاحب نے اُسی زمانے میں راقم کو دی تھی اور ساتھ ہی اپنے اُس خط کی نقل بھی جو موصوف نے ۱۵ ستمبر ۱۹۷۷ء کو مولانا مودودیؒ کے مذکورہ خط کے جواب میں انھیں ارسال کیا تھا۔ اس کا پس منظر بیان کرنا میرے پیش نظر نہیں ہے، تاہم مجھے مولانا مودودیؒ کے خط کے اُن جملوں کی طرف توجہ دلانی مقصود ہے جن میں انھوں نے فرمایا تھا: ''میری زندگی اب آخری مراحل میں ہے، بہت جیا تو سال دو سال اور جی لوں گا''۔

مولانا محترم اپنا یہ خط ستمبر ۱۹۷۷ء میں تحریر فرماتے ہیں اور ٹھیک دو سال کے بعد، یعنی ۲۲ ستمبر ۱۹۷۹ء میں دُنیاے فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف انتقال فرما جاتے ہیں۔ اب ملاحظہ کیجیے مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ کا گرامی نامہ مرقومہ ۶ ستمبر ۱۹۷۷ء:

برادرم وصی مظہر صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا عنایت نامہ ملا۔ میرے متعلق آپ جانتے ہیں کہ ۱۹۶۸ء سے مسلسل انحطاط نے مجھے اس قابل نہیں چھوڑا کہ کوئی کام اپنی ذمہ داری پر ہاتھ میں لے کر چلا سکوں۔ آپریشن کے بعد مجھے ایک دن بھی آرام لینے کا موقع نہیں ملا۔ ۶۹ء اور ۷۰ء میں شدید محنت نے میری قوت کو گھن لگا دیا ہے۔ ۷۱ء میں وجع المفاصل اور ۷۲ء میں